فاسٹ فوڈ

شفق اسعد اسعد اعظمی

B18/1، گیروری تالاب، وارانسی۔ 221001

''چلونا! آج چاٹ کھاتے ہیں۔ اسامہ نے ان سب کی طرف دیکھ کر کہا تو حریم فوراً زور زور سے نفی میں سر ہلانے لگی اور بولی: ''مجھے نیند آ رہی ہے میں گھر جاؤں گی۔'' کنول، طالعہ اور ابراہیم نے بھی اسے سمجھایا: ''دیکھو ایک دن تم نے کہا تو ہم نے تمہاری بات مان لی۔ اب روز روز اس طرح کرنا صحیح نہیں ہے۔ ماما کو پتہ چلے گا تو بہت ڈانٹیں گی۔'' اسامہ نے یہ سن کر مزید ضد کرنا مناسب نہیں سمجھا اور ٹھنڈی سانس بھر کر گھر کی طرف روانہ ہو گیا حالانکہ اس کا دل چاٹ والے کی ریہڑھی میں اٹکا ہوا تھا۔ اس نے سوچا کہ کسی دن تو گول گپے یا چاٹ ضرور کھاؤں گا۔

ان کے اسکول کی چھٹیاں ہونے والی تھیں۔ جلد ہی ان کی چھٹیاں شروع ہو گئیں۔ کچھ دن تو بہت مزہ آیا پھر بوریت شروع ہو گئی۔ ایسے ہی ایک دن وہ یونہی بیٹھے بور ہو رہے تھے کہ اسامہ کو ایک قریبی گارڈن جانے کا خیال آیا۔ اس نے سب کو بتایا تو سب خوشی سے اچھل پڑے کہ ان کی بوریت دور کرنے کا بہترین موقع ہاتھ آیا تھا۔ پھر انھوں نے امی ابو سے اجازت لی اور گارڈن کی طرف چل پڑے۔ وہاں انھوں نے خوب انجوائے کیا۔ جھولوں پر بیٹھ کر خوب سپاٹیں ماریں اور طرح طرح کے کھیل کھیلے۔ ننھی حریم تو بہت خوش تھی، خوب کھیل کر جب وہ تھک گئے تو ایک بنچ پر بیٹھ گئے۔ ابراہیم جا کر سب کے پسندیدہ فلیورس کی آئس کریم لے آیا اور سب نے خوب مزے لے لے کر کھائی۔

جب اندھیرا چھانے لگا تو وہ ماما بابا کی ہدایت کے مطابق وہاں سے نکل آئے۔ حریم کا تو وہاں سے آنے کا من ہی نہیں کر رہا تھا، لیکن چونکہ وہ بہت تھک چکی تھی اس لیے جلد ہی گھر جانے کے لیے راضی ہو گئی۔ اس شرط پر کہ وہ پھر جلد ہی یہاں آئیں گے۔ جب وہ وہاں سے نکلے تو باہر ہی ایک ریہڑھی والا چاٹ اور گول گپے کی ریہڑھی لگائے کھڑا تھا۔ گول گپے دیکھ کر اسامہ کا جی للچانے لگا اور اس نے ابراہیم سے کہا: ''بھیا مجھے گول گپے خرید دو۔'' ابراہیم سمجھدار تھا اور اسے ماں باپ کی نصیحت یاد تھی کہ باہر کی کھلی چیزیں کبھی مت کھانا۔ ان میں جراثیم ہوتے ہیں۔ وہ سمجھتا تھا کہ یہ سب چیزیں نہیں کھانی چاہئیں۔ کنول اور طالعہ نے بھی اسامہ کو سمجھایا: ''دیکھو باہر کی کھلی ہوئی چیزیں نہیں کھانی چاہئیں۔ ان کے کھانے سے طبیعت خراب ہو سکتی ہے۔'' لیکن اسامہ میں ابھی بچپنا بہت تھا۔ وہ ان باتوں کو نہیں سمجھتا تھا۔ اس لیے وہ سب کے سمجھانے کے باوجود گول گپے خریدنے پر بضد رہا۔ اس کی ضد کے آگے ہار مان کر ابراہیم نے اسے گول گپے خریدنے کے لیے پیسے نکالے۔ اس کے پاس ٹوٹل تیس روپے تھے۔ ریہڑھی والا پانچ روپے کے تین گول گپے دے رہا تھا۔ ابراہیم نے اسے چھ گول گپے بنانے کے لیے کہا۔ اس نے گول گپے بنا بنا کر اسامہ کو دینا

شروع کیے اور اسامہ نے جو چٹخارے لے لے کر کھانا شروع کیا تو پھر رکا نہیں۔ چونکہ گول گپے میں مرچیں بہت زیادہ تھیں اس لیے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے لیکن پھر بھی اس نے ہاتھ نہیں روکا اور کھاتا چلا گیا۔ اس کے شوق کو دیکھتے ہوئے ابراہیم نے ریہڑھی والے کو دس روپے اور دے دیے اور اس نے مزید چھ گول گپے بنا کر اسامہ کو دیے۔ جب اسامہ انہیں بھی چٹ کر گیا تو اس نے التجا آمیز انداز میں مسکین سی شکل بنا کر ابراہیم کو دیکھا تو ابراہیم نے نفی میں سر ہلا کر کہا: ''نہیں بہت ہو گیا۔ تم بارہ گول گپے کھا چکے ہو۔ تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گی تو امی ہمیں ہی ڈانٹیں گی۔'' کنول اور طالعہ نے بھی اسے سمجھایا، لیکن جب وہ نہیں مانا تو ابراہیم نے باقی بچے دس روپے بھی ریہڑھی والے کے حوالے کیے۔ ریہڑھی والے نے خوش ہو کر پیسے رکھے اور جلدی جلدی گول گپے بنا کر اسامہ کو دینا شروع کیے۔ جب ابراہیم کے سارے پیسے ختم ہو گئے تو اسامہ نے اپنی جیب ٹٹولی۔ کچھ چھٹے پیسے ملے اس نے نکال کر گنے تو وہ پورے دس روپے تھے۔ وہ خوش ہو گیا۔ اس نے یہ پیسے بھی ریہڑھی والے کو دیے اور مزید چھ گول گپے کھائے۔ آخر میں اس نے ایکسٹرا گول گپوں کا تقاضا کیا تو اس نے ایک گول گپا اور دے دیا۔ اس طرح کل ملا کر اس نے پچیس گول گپے کھائے۔ مرچیں بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے اسے ایسا لگ رہا تھا کہ اس کے پیٹ میں آگ لگی ہے۔ کچھ دیر بعد اسے ابکائیاں آنے لگیں۔ ابراہیم نے اسے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے دیکھا اور پھر جیسے ہی وہ گھر پہنچے اسامہ کو زور کی ابکائی آئی اور وہ واش بیسن کی طرف دوڑا۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر ماما بابا بھی گھبرا گئے۔ ماما جلدی جلدی اس کی پیٹھ سہلانے لگیں۔ بہت ساری الٹیاں ہونے کے بعد اسے راحت ملی اور ایسا لگا کہ جیسے کوئی بوجھ اتر گیا ہو۔ ماما اسے کمرے میں لائیں اور بستر پر لٹا دیا۔ اس کے بعد سب سے پہلے انہوں نے ڈاکٹر کو فون کر کے بلایا۔ انھیں تشویش ہونے لگی کہ آخر اسے ہوا کیا ہے؟ جب تک ڈاکٹر صاحب تشریف لائے ابراہیم نے سارا واقعہ ان کے گوش گزار کر دیا۔ انہیں غصہ تو بہت آیا لیکن اس وقت ان کے غصے پر ان کی ممتا غالب آ گئی کیونکہ اس وقت اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ وہ اس وقت صرف اور صرف اس کی صحت چاہتی تھیں۔ تھوڑی ہی دیر میں ڈاکٹر صاحب تشریف لائے۔ انھوں نے اس کا چیک اپ کیا پھر انھوں نے پوچھا: ''اس نے کیا کھایا تھا؟'' ابراہیم نے انہیں سب کچھ بتا دیا تو انھوں نے کہا: ''پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے فاسٹ فوڈ زیادہ کھانے کی وجہ سے الٹیاں ہو رہی تھیں۔ اس سے وہ سارا خراب کھانا جو اس کے اندر گیا تھا وہ نکل آیا۔ زیادہ الٹیاں ہونے کی وجہ سے نقاہت طاری ہو گئی ہے۔ میں کچھ میڈیسنز لکھ کر دے رہا ہوں۔ کھانے سے پہلے ایک ٹیبلیٹ کھلا کر اس کے بعد کھانا کھلائیں۔ انشاء اللہ الٹی نہیں ہو گی۔'' ڈاکٹر صاحب کے جانے کے بعد اس سے پیشتر کہ کوئی اس کو کچھ کہتا وہ روہانسا ہو گیا اور کہا: ''سب لوگ مجھے معاف کر دیں مجھ سے غلطی ہو گئی آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔ آپ لوگ مجھے جو سزا دینا چاہیں مجھے منظور ہے۔'' یہ سن کر ابراہیم نے اس کے سر پر چپت لگائی اور کہا: ''پگلے ہم تمہیں سزا کیوں دیں گے؟ تم تو خود ہی راہ راست پر آ گئے ہو۔'' یہ سن کر وہ بھائی کے گلے لگ گیا اور امی ابو ان کی محبت دیکھ کر مسکرانے لگے۔

OO